32

از ملک سید شاہد رضا جعفری بلک جیر از

سیونی

۱۔ منیر الطاف

۲۔ مشعل النور

۳۔ ارشاد اصل القرآن

۴۔ میراث شہادت

امتحان اہل القرآن

نمبر ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ایک بزرگ الشمس کے خریدار ہین جنکا عرصہ سے تقاضا تھا کہ حنفی ۔ وہابی ۔ مرزائیون سے تو اہل قرآن کا جواب ہو نہین سکتا چونکہ تم شیعہ ہو اسلیئے کچھ لکھو ۔ مگر ہم اس خیال سے ساکت تھے کہ یہ کل فرقے خواہ آریہ ہون یا نیچری ۔ مرزائی ہون یا اہل قرآن ۔ فرقہ اہلسنت کے اتباع و شعبے ہین اسلیئے جسقدر ہو سکے اصل کے قطع کی فکر کی جائے ۔

اہل قرآن در اصل متمم مقولہ خلیفہ دوم حسبنا کتاب اللہ ۔ ہین مگر یہ نہین سمجھتے کہ یہ مقولہ صرف بمقابلہ وصیت رسول اللہ ص ایجاد کیا گیا تھا کہ حضرت نے خلافت کا قطعی فیصلہ چاہا تھا جس کو اس جملہ سے روک دیا جسپر بہت اختلاف پیدا ہوا اور حضرت نے حکم دیا کہ یہان سے نکل جاؤ ۔

اہل قرآن جو در اصل منکر رسالت ہین ۔ یہانتک ظاہری رفتار مطابق قرآن دکھا رہے ہین کہ آنحضرت کے نام مبارک کیساتھ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہین کہتے ۔ بلکہ سلام علیہ کہتے ہین کیونکہ بخیال انکے قرآن مین انبیا کے نام کے ساتھ سلام علیہ آیا ہے ۔ مگر اس سے بڑھکر کیا مخالفت قرآن ہو سکتی ہے کہ اپنا نام اہل قرآن رکھا حالانکہ قرآن مین کہین یہ نام نہین آیا ہے ۔ بلکہ ھو سمیکم المسلمین ہے کہ تمھارا نام مسلمان رکھا ۔ یا و ان من شیعتہ لابراھیم

قرآن مین یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما موجود ہے کہ رسول اللہ پر صلوٰت

ہوتی ہے کیونکہ خداوند عالم المعبود ورفعنا لک ذکرک حضرت کی شان مین صلوا علیہ وسلموا تسلیما فرماتا ہے کہ صلوات وسلام دونو کا حکم دیتا ہے بخلاف دیگر انبیا کہ سلام علی موسی وھارون فرماتا ہے یا سلام علی ابراھیم مگر صلوۃ کا حکم کسی کیلئے نہین دیا بجز آنحضرت۔

مگر یہ لوگ سلام علیہ کہتے ہین جو صرف ایک جگہ قرآن مین آیا ہے سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت حضرت یحییٰ کے بارےمین جو نہ رسول تھے نہ اولوالعزم۔ پھر اوس لفظ کو جو صرف ایک موقع پر قرآن مین ایک نبی کیلئے آیا ہے تمام انبیا کیلئے عموماً لانا اور سید المرسلین کیلئے خصوصاً لانا۔ کیسی صریح مخالفت قرآن ہے۔

اگر اہل قرآن درحقیقت متبع قرآن ہوتے توسب سے زیادہ حضرت کی شان مین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استعمال کرتے جسکے بارےمین حکم صریح ہے۔ نہ صرف سلام علیہ جو صرف حضرت یحییٰ کیلئے آیا ہے اور خدانے اونکے اور دیگر انبیا کے مساوات مین اس لفظ سلام کو آل رسول کے بارےمین استعمال کیا ہے سلام علی ال یسین اور یہ بدیہی ہے کہ آل رسول کا درجہ خود رسول اللہ سے یقیناً کم ہے اسلئے رسول کے بارےمین صلوا علیہ وسلموا تسلیما فرمایا اور آل رسول کے بارےمین سلام علی ال یسین فرمایا۔ پھر فرمایئے اتباع قرآن ہوا یا اوسکی مخالفت۔؟

اہل قرآن کا انکار رسالت آنحضرتؐ سے ایسا نہین ہے کہ اوسپر کسی دلیل لانے کی ضرورت ہو برہان الفرقان ملاحظہ ہو صدا۲

اور جس رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہے وہ خاص قرآن مجید ہی ہے۔ اور قرآن کریم اور رسول واجب الاتباع دو چیزین نہین ہین۔ بلکہ ایک ہی شئی ہے۔ قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سلام علیہ بیشک دو چیزین ہین لیکن آپکی فرمانبرداری کا قرآن مجید مین کسی جگہ حکم نہین۔ بلکہ جس رسول کی فرمانبرداری کا حکم ہوا ہے اس سے مراد صرف قرآن مجید ہی ہے اور بس"

کیا اس تحریر کو دیکھکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فرقہ قایل رسالت آنحضرت ہے۔ اگرچہ اسکے بعد آپ یہ بھی لکھتے ہین "اس عبارت سے یہ ہرگز نہین سمجھ لینا چاہیئے کہ مین محمدؐ کو رسول نہین

جس طرح یہان اقرار زبانی بر رسالت کیا گیا ہے اوسی طرح تو منافقین بھی حضرت کے روبرو شہادت
دیتے تھے جسپر خدا نے فرمایا واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔

اس آیہ مین دوسری طرح سے بھی رد اہل قرآن ہے کیونکہ ہر جگہ کاف خطاب ہو انک رسول اللہ
انک لرسولہ جو بجز انسان مخاطب کسی دوسرے کیلئے نہین کہا جا سکتا جس سے کسی طرح قرآن مراد
نہین ہو سکتا۔ پھر حیف ہے کہ اہل قرآن کہلا کر منکر رسالت ہو۔

طرہ تو یہ ہے کہ پہلے آپنے دعوی کیا تھا "قرآن کریم اور رسول واجب الاتباع دو چیزین نہین
ہین۔ بلکہ ایک ہی شئی ہے" اور یہان آکر آپ فرماتے ہین "مین محمدؐ کو دل وجان سے رسول اللہ
جانتا ہون ہان مین یہ بیشک کہتا ہون کہ کتاب اللہ مین علاوہ آپکے قرآن مجید کو بھی رسول اللہ
کہا گیا ہے"

فرمایئے اس مین تناقض ہوا یا نہین۔ کہ وہان عینیت کا دعوی تھا اور یہان قرآن کے بھی
رسول اللہ کہلانے کا دعوی ہے کہ قرآن کو بھی رسول اللہ کہا گیا ہے۔ جس سے پہلا دعوی
کمزور ہو گیا اور بجائے ایک رسول کے دو ہو گئے۔

وہان تو آپنے کہا تھا کہ "آپکی فرمانبرداری کا قرآن مجید مین کسی جگہ حکم نہین ہوا" اور یہان آپ
لکھتے ہین "مین محمدؐ کو دل وجان سے رسول اللہ جانتے ہین" پس جب رسول جانتے ہین تو
اونکی فرمانبرداری بھی ضروری ہے کیونکہ خود قرآن مین ہے وما ارسلنا من رسول الا
لیطاع باذن اللہ۔ سورہ نسا۔

کہ ہمنے کسی رسول کو نہین بھیجا مگر اسی لئے کہ اوسکی اطاعت کیجاوے باذن خدا۔ پس جب آنحضرت
حسب اقرار آپکے رسول اللہ ہین تو اونکی فرمانبرداری کا حکم ہونا بھی قرآن مین ضروری ہے
ورنہ قرآن غلط ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہین "آپکی فرمانبرداری کا قرآن مجید مین کسی جگہ حکم نہین ہوا" مگر قرآن تو نہ

رسول کی اور اولی الامر کی جو ہمسے ہین۔ جسنے صریحی طور پر بتا دیا کہ رسول اللہ صلعم اور اولی الامر ہمسے یعنی انسانون سے ہین نہ غیر انسان۔

اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے "کتاب اللہ مین آپکے علاوہ قرآن مجید کو بھی رسول اللہ کہا گیا ہے" تو خود آپکا یہ قول کہہ رہا ہے قرآن مجید کا رسول اللہ کہلانا بطور شاذ ہے "وہی رسول اللہ کہا گیا ہے" پھر اس شاذ کو اتنا وزنی بنانا کہ وہی اصلی قرار پاوے اور حضرت اوسکے محکوم ہو جاوین کیسی عقلمندی ہے۔

نہین نہین آپکا یہ قول سابق قول بھی باطل ہے کیونکہ کہہ چکے ہین۔ "قرآن کریم اور رسول واجب الاتباع دو چیزین نہین ہین بلکہ ایک ہی شی ہے" اور یہان آپ حضرت کی رسالت کو اصلی طور پر مانتے ہین اور قرآن کی نسبت دعوی کرتے ہین کہ "وہی رسول اللہ کہا گیا ہے" پھر جسپر کبھی رسول کہدیا گیا وہ کیونکر اصل ہو گیا۔

بہرحال یہ قصہ تو طولانی ہے کیونکہ وہ دعوی کیا ہے جسکا ایک لفظ بھی قرآن مجید سے ثابت نہین ہو سکتا مگر ایسے منکر بدیہی کے جواب مین کون اپنا وقت ضایع کرے۔

مگر ہمنے جو دعوی کیا ہے کہ یہ فرقہ بالکل مخالف قرآن ہے اوسکا ایک نمونہ آپکو دکھاتے ہین جسکے بعد پھر کسی کو عذر ہی نہین رہ سکتا کہ اتباع قرآن سے اسکو کوئی واسطہ ہی نہین۔ کیونکہ خداوند عالم نے جو بہ خلاف احکام صلوۃ و صوم حکم وضو و تیمم کو ایسے واضح طور سے بیان کیا ہے کہ کسی معمولی فہم والے کو بھی سمجھنے مین دقت نہو۔ ایک مصلحت اوسکی یہ بھی ہے کہ تمام عالم کو معلوم ہو جائے مدعی اسلام تو کروڑون ہین مگر حکم خدا ماننے والا صرف ایک ہی فرقہ ہے جسکی پیشگوئی حدیث متفرق مین کر دی گئی ہے۔

اہل قرآن کا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ یہ فرقہ محض قرآن پر عمل کرتا ہے جس سے چاہیئے تھا کہ وہ سب شیعہ ہوتا کیونکہ بجز شیعہ آجتک کوئی مدعی عمل بر قرآن نہین ہوا مگر جس طرح اہلحدیث مدعی عمل بالحدیث ہو کر بالکل خلاف حدیث عمل کرتے ہین۔ اوسی طرح اہل قرآن کا عمل بالکل خلاف قرآن ہے۔

کیا ہے۔

فرمایا اللہ تعالی نے:۔ **ترجمہ**۔ اے ایماندارو جب تم سکر سے نماز کے لئے ہوشیار

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۔ (پ ۶۔ ع ۶)	ہو جاؤ تو دھو لیا کرو اپنے منہ اور کہنیون تک اپنے ہاتھ اور اپنے سارے سرون کا اچھی طرح مسح کیا کرو۔ اور ٹخنون تک اپنے پاؤن (بھی دھو لیا کرو)،، صـ۱ــ

پہلے آپ اس آیہ کو دیکھیئے پھر اس ترجمہ کو کیونکہ ترجمہ تو اسی قدر ہے اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کی طرف تو دھو لو اپنے مونہ اور ہاتھون کو کہنیون تک۔ اور مسح کرو اپنے سر کا اور پیر دھو لو کعبین تک۔

مگر آپنے وہ تصرف کیا کہ پناہ بخدا "جب تم سکر سے نماز کیلئے بیدار ہو جاؤ،، پوچھئے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ سکر (نشہ) سے اسکو کیا علاقہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک نماز یا وضو کی ضرورت اوسوقت ہے کہ جب آدمی سکر سے نماز کیلئے ہوشیار ہو جائے ورنہ عموماً واجب نہین۔ گویا یہ آداب شراب خواری سے ہے کہ بعد ہوشیاری یہ کام کرنا چاہیئے۔

دوسرا تصرف یہ کیا کہ "سارے سرون کا اچھی طرح مسح کیا کرو،، مگر یہ معلوم سارا اور اچھی طرح کا لفظ کس کا ترجمہ ہے کیونکہ دہو لیا کرو اپنے منہ اور کہنیون تک،، مین تو آپنے نہ سارے کا لفظ بڑھایا نہ اچھی طرح کا۔ حالانکہ اوس مین ضرورت تھی کہ خوب دہوئے تاکہ بدن ٹھنڈا ہو جائے۔ مگر یہ فیاضی آپکے سر پر پڑی۔

تیسرا تصرف نہین بلکہ افترایہ کیا "اور ٹخنہ تک اپنے پاؤن (بھی دھو لیا کرو) جسمین پہلا ظلم تو یہ کیا کہ حکم مسح کیا کرو سے اسکو علحدہ کیا۔ پھر یہ بڑھایا کہ دہو لیا کرو۔ کیا یہی شان ہے اہل قرآن کی۔ کیا یہی منطوق قرآن ہے؟

کیا جو شخص اسکا مدعی ہو کہ ہم محض قرآن پر عمل کرتے ہین وہ ایسا معنی کر سکتا ہے۔ کیا جو شخص ... اسلام کے تمام مسائل قرآن مجید مین ہر ایک

ووافی وشافی ہے" برہان الفرقان صلا

وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین مین سر کے مسح کرنے اور پیر کے دہونے کا حکم ہے۔

یہ سچ ہے کہ سنی پیر کو دھوتے ہین۔ مگر اونکا دعوی یہ نہین ہے کہ ہم محض قرآن پر عمل کرتے ہین۔ بلکہ وہ حدیث اور اجماع سبکو امام مانتے ہین لہذا اس حکم قرآن کو کہ پیر پر مسح کرو وہ حدیث اور اجماع سے منسوخ جانتے ہین۔ اسلئے وہ پیر دہوتے ہین۔ بخلاف آپکے کہ حدیث واجماع دونو کو آپ لغو اور بیکار جانتے ہین۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ آپ پیر دہونے کا حکم قرآن سے ثابت کرسکین آگے چلکر فرماتے ہین "مطابق آیت بالا یقیناً پاؤن کا دھونا ہی فرض ہے مسح جائز نہین خواہ ننگے پاؤن پر ہو اور خواہ جرابون یا موزون پر جس قدر ایسی احادیث ہین جن مین یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ سلام علیہ نے موزون اور جرابون پر مسح کیا اور دوسرون کو ایسا کرنے کی اجازت دی سب باطل اور رسول اللہ پر افترا ہین۔ یہ ممکن نہین کہ اللہ کا رسول آسمانی کتاب کے حکم کی مخالفت کرے۔ ہان اگر ضرر کا اندیشہ ہو تو پھر جس طرح اور اعضا پر مسح جائز ہے پاؤن پر بھی جائز ہے برہنہ ہون یا موزون وغیرہ مین پاؤن کی کوئی خصوصیت نہین۔ بلا اضطرار موزون اور جرابون پر مسح آرام طلب ملاؤن کی ایجاد ہے اور اپنے ہوائے نفس سے یہ باطل احادیث بھی ان لوگون نے گھڑ لی ہین"

اب اس دیدہ دلیری کا کیا جواب دیا جائے کہ خدا تو کہے وامسحوا برؤسکم وارجلکم اور آپ فرمائین "مطابق آیت بالا یقیناً پاؤن کا دھونا ہی فرض ہے مسح جائز نہین" تو اب دو ہی صورت ہے یا حکم خدا غلط ہے یا آپ احکم جدید پیدا ہوگئے ہین"

شکر خدا کہ آپ اون حدیثون کو موضوع کہتے ہین جن مین یہ حکم ہے کہ حضرت نے موزون اور جرابون پر مسح کیا۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی کہئیے کہ وہ حدیثین بھی موضوع ہین جن مین پیر دھونے کا حضرت پر افترا کیا گیا ہے کیونکہ آپ خود فرماتے ہین "یہ ممکن نہین کہ اللہ کا رسول آسمانی کتاب کے حکم کی مخالفت کرے"

جس سے بہتان زبین کا صح ثابت ہوا۔ وہان آپکا یہ دعوی بھی غلط ہوا جو قرآن مجید کو آپ رسول اللہ کہتے ہین کیونکہ آپ خود فرماتے ہین "یہ ممکن نہین کہ اللہ کا رسول اللہ آسمانی کتاب کے حکم کی مخالفت کرے" جس سے معلوم ہوا کہ رسول اور ہے۔ کتاب آسمانی اور ہے۔ یہی عقیدہ تمامی اہل اسلام ہے۔ اور ہمکو اس مین پورا اتفاق ہے کہ ہرگز آنحضرت حکم خدا کے خلاف نہین کرتے تھے۔ والحمدللہ

اسکے سوا جو کچھ آپنے اپنے آرام طلب ملاؤن کی نسبت فرمایا ہے وہ بھی مسلم ہے لاریب فیہ

(۳) پھر فرماتے ہین "شیعہ لوگ پاؤن کا مسح کرنا فرض جانتے ہین اور وضو مین ان کا دھونا جائز نہین سمجھتے اور دلیل مین یہی آیت پیش کرتے ہین اور اس مین ارجُلکمْ کو ارجُلِکم پڑھتے ہین یعنی ل کو بجاے زبر کے زیر دیتے ہین اور ارجُلَ کا عطف رؤس پر ڈالتے ہین لیکن یہ غلطی ہے ارجل کو زبر سے پڑھنا ہی صحیح ہے کیونکہ اسکا عامل فاغسلوا ہے۔ اہل تشیع کہتے ہین کہ فاغسلوا بھی اس کا عامل ہو سکتا ہے اور برؤسِکم (معطوف علیہ) کی ب بھی عامل بن سکتی ہے لیکن چونکہ ب قریب ہے اس لئے قاعدہ جرالجوار کے مطابق ب ہی ارجل پر عمل کریگی اور راس کو کسرہ سے پڑھنا ہی درست ہے"

الحمدللہ کہ حسب اقرار آپکے بھی ثابت ہوا کہ شیعون کا عمل قرآن پر ہے اور پاؤن کا مسح وہ قرآن سے ثابت کرتے ہین جو بدیہی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ شیعون پر اس قدر غصہ ہو رہے ہین حالانکہ اصولاً وہ آپسے متفق ہین۔

(۱) ہان یہ بالکل غلط ہے کہ صرف شیعہ فرضیت مسح کے قائل ہین۔ کیونکہ بقول امام فخر رازی حضرت ابن عباس۔ انس بن مالک (صحابی) عکرمہ (جو دونو خارجی ہین) اور شعبی اور امام محمد باقرؑ بھی مسح کو واجب جانتے ملاحظہ ہو رسالہ وضو صـ۳ـ

حضرت عثمان۔ جناب امیرؑ۔ ابن عباس۔ انس بن مالک۔ رفاعہ بن مالک۔ عباد بن تمیم مازنی جابر بن عوف سب صحابی تھے اور سب مسح کرتے صـ۹ـ۱

رحمۃ الامہ امام شعرانی مین ہے ص۷

وغسل القدمین فی الوضوء مع القدرۃ فرض بالاتفاق وحکی عن احمد والاوزاعی والثوری وابن جریر جواز مسح القدمین والانسان مخیر عندھم بین الغسل وبین مسح جمیع الرجلین ویروی عن ابن عباس انہ قال فرضھما المسح۔

یعنی غسل قدمین وضو مین فرض ہے بالاتفاق۔ مگر امام احمد۔ اوزاعی۔ ثوری۔ ابن جریر قائل ہین جواز مسح قدمین کے کہ انسان کو اختیار ہے غسل کرے یا جمیع رجلین کا مسح۔ ابن عباس قائل ہین کہ فرض مسح کرنا ہے۔

پھر تعجب ہے کہ آپ فرماتے ہین وہ شیعہ لوگ پاؤن کا مسح کرنا فرض جانتے ہین یا جیسے مطلب تخصیص شیعہ ہے۔ حالانکہ اتنے صحابہ۔ تابعین۔ ائمہ مجتہدین سب قائل مسح ہین۔ تو اب دو ہی صورتے ہا ازراہ ناواقفیت ہے۔ یا اسکو آپ شیعہ ہی جانتے ہین؟

(۲) پھر یہ بھی غلط ہے کہ شیعہ اسی آیت کو پیش کرتے ہین۔ حالانکہ یہ آیت بجائے خود نص قطعی ہے مگر اسکے ساتھ بہت سی روایتین اور تصریحات علما بھی ہین جو گو دلیل مستقل نہین ہین مگر موید ضرور ہین۔

(۳) پھر یہ بھی غلط ہے کہ صرف شیعہ ہی ارجل کے لام کو زیر دیتے ہین اور روس پر عطف ڈالتے ہین۔ کیونکہ قرا سبعہ جو سب ائمہ اہلسنت سے ہین اون مین اکثر لوگ زیر دیکر پڑھتے ہین دیکھیے تفسیر کبیر جلد ۳ ص۲۲۶

فقرا ابن کثیر وحمزہ وابو عمرو وعاصم فی روایۃ ابی بکر عنہ بالجر وقرء نافع وابن عامر وعاصم فی روایۃ حفص عنہ بالنصب۔ یعنی ابن کثیر۔ حمزہ۔ ابو عمر۔ عاصم بروایت ابو بکر لام کو زیر دیکر پڑھتے ہین صرف نافع ابن عمر نصب دیتے ہین اور عاصم بروایت حفص بھی زبر دیتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ قرا سبعہ مین چار زیر دیکر پڑھتے ہین۔ اور دو زبر دیتے ہین۔ ملاحظہ ہو رسالہ وضو ص۳

ہے اور برڈسکم (معطوف علیہ) کی ب بہی عامل بن سکتا ہے"

یہان بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہم کیا کہہ سکتے ہین کہ آج تیرہ سواکتیس برس ہین تو کوئی جاہل بھی شیعون کا اس کا قائل نہین ہوا چہ جائیکہ کوئی عالم اسکا قائل ہو۔ کیونکہ ایسا دعوی کرنا قرآن مین صریح تحریف کرنا ہے جسکی جرات بجز سنیون کے۔ یا اہل قرآن کے دوسرے کسی کو نہین ہوسکتی۔

اس آیۃ کی مثال تو بالکل ایسی ہے کہ کوئی حاکم اعلی کہے عمر کو بکر کو قتل کرو۔ اور زید کو خالد کو قید کرو۔ اب اگر اسکی کوئی یون تعمیل کرے کہ عمر۔ بکر۔ خالد کو قتل کرے اور زید کو قید۔ تو وہ ضرور حاکم اعلی کے نزدیک مجرم ہوگا۔ اوسی طرح جو لوگ منہ۔ ہاتھ۔ پیر کو دہوتے ہین اور سر کا مسح کرتے ہین خدا و رسول کے مجرم ہین۔

(۵) خدا آپ پر رحم کرے کہ مدعی بنتے ہین اہل قرآن ہونیکے کہ ہم معنی قرآن کو خوب سمجہتے ہین۔ حالانکہ آپکو یہ بہی نہین معلوم قرآن کیا کہتا ہے۔ سنی کیا کہتے ہین۔ شیعہ کیا کہتے ہین۔ قرآن کہتا ہے۔ دو عضو کا غسل کرو۔ (دہود) منہ اور ہاتھ۔ دو عضو کا مسح کرو۔ سر پیر۔ شیعہ کہتے ہین یہی حکم خدا و رسول۔ ہے اسی پر عمل کرو۔ سنی علما بھی اسی کے قائل ہین۔ مگر جہال متعصب۔ ضدی پیروان خلیفہ دوم کہتے ہین کہ پیرون کو دہونا چاہیے کیونکہ خلیفہ دوم کا یہی حکم ہے۔

یہی سنی ارجلکم کے لام کو زبر دیتے ہین اور اوسکو فاغسلوا کا معمول جانتے ہین جو بالکل ایک بے جوڑ بات ہے کہ ایک جملہ کا عامل۔ دوسرے جملہ مین مداخلت کرے اور اوسکا عامل بیکار ہوجائے۔

(۶) خدا کرے کوئی ایسا شخص آپکو ملجائے جو جر الجوار کا مسئلہ آپکو سمجھائے کہ یہ مسئلہ ایجادات اہلسنت سے ہے نہ شیعہ سے کیونکہ اہلسنت قائل غسل قدمین ہین لہذا ارجلکم کو معمول فاغسلوا

آپ نہ جر جوار کو سمجھے نہ اسکو کہ اسکا قائل کون ہے اور افترا کردیا کہ شیعہ اسکے قائل ہین۔ حالانکہ اونکو اسکی ضرورت ہی نہ تھی وہ تو مسح ہی کے قایل ہین اور ارجلکم کو بوجہ عطف برؤسکم پر مجرور جانتے ہین بلکہ وہ اسکے بھی قائل ہین کہ ارجلکم کے لام کو نصب بہی دیا جائے تب بھی حکم مسح ہے کیونکہ ہر حال مین وہ حکم وامسحوا کا معمول ہے خواہ جر ہو یا نصب۔

اسکے بعد آپنے مسئلہ جر جوار کو باطل کیا ہے جس سے ہمکو پورا اتفاق ہے کیونکہ یہ مسئلہ تو ایجادات مخالفین کتاب وسنت سے ہے اوسکے بعد فرماتے ہین۔

"آیت زیر بحث مین مطلب کے خلط ملط ہوجانے کا سخت اندیشہ تھا کیونکہ ارجل کا عامل اگر فاغسلوا تسلیم کیا جائے تو پاؤن کے دھونے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور اگر اس کا عامل ب مانا جاے تو پاؤن کے مسح کا حکم نکلتا ہے پس ایسے مشتبہ ومشکوک وملتبس مقام پر ارجل محض ہمسایہ کے مجرور ہونیکی وجہ سے مجرور نہین ہو سکتا ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ اگر اللہ تعالی کا مقصود اس کو مجرور کرنا ہوتا تو اس پر ب کا اعادہ نہایت ضروری تھا جیسا کہ معطوف علیہ کے ضمیر مجرور ہونے کی صورت مین معطوف پر عامل جارہ کا اعادہ فرض ہوتا ہے مثلاً مررت بك وبزید۔ والمال بینی وبین زید (دیکھو شرح ملا جامی باب العطف) غرضیکہ جس طرح ان مثالون مین معطوف پر عامل جارہ کا اعادہ لابد ہے ایسا ہی معطوف معطوف علیہ مین وہم التباس وخلط ملط کے موقعہ پر معطوف کو مجرور بنانے کیلئے خافض (جر دینے والے عامل) کا اعادہ ضروری ہوتا ہے چونکہ اللہ تعالی نے ارجل پر ب کا اعادہ نہین کیا اس سے متحقق ومتیقن طور پر ظاہر وثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ارجل کو مجرور بنانا چاہا ہی نہین۔ اگر باوجود ایسے قصد کے بھی اللہ تعالی نے ب کا اعادہ نہین کیا تو اس کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی نے مقصود کو ملتبس اور خلط ملط کر دیا۔ لیکن اللہ تعالی التباس سے پاک ہے کیونکہ التباس بالاتفاق ناپسندیدہ و بری چیز ہے اور خود قرآن مجید مین بھی اوس کی مذمت آئی ہے جیسا کہ فرمایا ہمارے خدا پاک نے کہا

مگر اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ فاغسلوا کس قاعدہ سے عامل ارجلکم ہو سکتا ہے کیونکہ

پس مطلب آیہ اوسی صورت مین خبط ہوتا ہے جب ایک جملہ کا عامل بلا وجہ بلا استحقاق دوسرے
جملہ کا عامل بنا یا جائے لہذا آپکا یہ فرض ہی کرنا غلط ہے کہ ارجل کا عامل فاغسلوا ہے
اوسکا عمل لیدیکم پر تمام ہو چکا۔

(۲) اس تحقیقات پر آپکو بجز اسکے کہ اخفش کہون اور کیا کہہ سکتا ہون کہ آپ فرماتے ہین "اور اگر
اسکا عامل ب مانا جائے تو پاؤن کے مسح کا حکم نکلتا ہے کیونکہ مجرور ب سے تو نہ غسل سمجھا جاتا
ہے نہ مسح بلکہ جس فعل یا اسم سے متعلق ہوگا اوسی فعل یا اسم کا حکم جاری ہوگا کیونکہ الباء للتعدیۃ
کہ ب اسلیئے آتا ہے کہ اپنے متعلق کا حکم ہو جاوے۔ پس یہ ارشاد تو غلط ہے کہ ب کے
عامل ماننے سے حکم مسح پیدا ہوتا ہے بلکہ یہ حکم فامسحوا سے پیدا ہوتا ہے جسکو کسی طرح
آپ نکال نہین سکتے تو جبتک فامسحوا قرآن مین باقی ہے یہی حکم جاری رہیگا کہ سر کا اور
پیرون کا مسح کرو۔

(۳) پس ایسے مشتبہ و مشکوک و ملتبس مقام کا کہنا ہی محض لغو ہے کیونکہ یہ تو مثل آفتاب تابان
ظاہر ہے کہ خدا نے وضو مین دو عضو کے دہونے کا حکم دیا اور دو عضو پر مسح کا۔

(۴) اگر اللہ تعالی کا مقصود اسکو مجرور کرنا ہوتا ایسا مضحک کلام ہے کہ جسکی حد نہین کیونکہ نصب
یا جر مقصود خدا نہین ہوا کرتا۔ بلکہ اوسکا مقصود تو حکم غسل دینا ہے اور حکم مسح کہ منہ اور ہاتہون
کو دھوو اور سر اور پیرون پر مسح کرو وہ بہر طور حاصل ہے کیونکہ اگر ارجل کے لام کو زیر دوگے تو وہ
برؤسکم پر معطوف ہوگا۔ اور اگر زبر دوگے تو حکم مفعول مین ہوگا کہ رؤسکم وارجلکم دونو مفعول
وامسحوا ٹہرے۔

دیکھیے تفسیر کبیر فخر الدین رازی واما القراءۃ بالنصب فقالوا أيضا توجب المسح
لان قولہ وامسحوا برؤسکم فی محل النصب ولکنہا مجرورۃ بالباء فاذا عطفت
الارجل علی الرؤس جاز فی الارجل النصب عطفا علی الظاہر وہذا
ہو مذہب مشہور للنحاۃ ص ۶۴۵ جلد ۳

جائز ہے کہ وہ نصب پڑھا جائے پس بہر طور مقصود باری حکم مسح رجلین ہے نہ غسل قدمین۔

تعجب تو یہ ہے کہ آپ صرف مذہب اہل قرآن ہی کے موجد نہین ہین۔ بلکہ علم نحو مین بھی اب ایجاد کا درجہ حاصل کیا چاہتے ہین کیونکہ یہ حکم اعادہ جار مخصوص ہے عطف اسم ظاہر بر ضمیر پر دیکھئے شرح ملا مین ہے واذا عطفت علی الضمیر المجرور اعید الخافض نحو مررت بلک وبزید والمال بینی وبین زید ص۱۸۷

یعنی اسم ظاہر جب عطف ہو ضمیر پر تو اوس وقت حرف جار کا اعادہ ضروری ہے جیسے مررت بک وبزید والمال بینی وبین زید۔

پھر فرمائیے یہان کونسا اسم ضمیر ہے جسپر اسم ظاہر کا عطف ہوا۔ یہان تو دونو اسم ظاہر ہین رؤسکم وارجلکم۔ دیکھئے قرآن مجید مین ہے فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا دیکھئے من بقلہا اسم ظاہر ہے اور مجرور ہے اوسپر قثا۔ فوم۔ عدس۔ بصل سب معطوف ہین اور کہین بھی حرف جار کا اعادہ نہین ہوا وبالوالدین احسانا وذی القربی والیتامی والمساکین مین سب اسم ظاہر مجرور پر معطوف ہے مگر کہین بھی حرف جر کا اعادہ نہین ہوا۔ پھر اس آیہ نے کیا قصور کیا جو خلاف قاعدہ نحویہ حکم جر سے جاری کیا جاتا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ اتباع حکم خلیفہ دوم نے جو موجد غسل قدمین ہین آپکو ایسا مجبور کیا کہ شرح ملا کو بھی اچھی طرح نہین دیکھا کیونکہ اوس مین یہ بھی ہے کہ یہ مذہب بصریین ہے کہ اعادہ جار عطف ظاہر علی الضمیر مین ضروری ہے واجاز الکوفیون ترک الاعادہ فی حال السعۃ مستدلین بالاشعار ص۱۸۷

یعنی کوفیون نے عام طور پر اجازت دی ہے کہ اعادہ خافض حالت وسعت مین بھی ضروری نہین ہے جسپر وہ استدلال کرتے ہین اشعار سے اور نیز آیہ کریمہ تسالون بہ والارحام سے جو قرات حمزہ ہے کہ ارحام کو عطف لیا ہے بہ پر اور اعادہ جار نہین ہوا۔

اذ قد اتی فی النثر والنظم الصحیح مثبتا اہ ای جل جمہور النحاۃ اعادۃ الخافض اذا عطف علی ضمیر المخفض لانا ما ورد وقول یہ لورود السماع نثرا ونظما بالعطف علی الضمیر المخفوض من غیر اعادۃ الخافض فمن النثر قراءۃ حمزۃ واتقوا اللہ الذی تسالون بہ والارحام بجر الارحام علی الہاء المجرورۃ بالباء ۔

یعنی اگرچہ اکثر نحوی اسکے قائل ہین کہ جب اسم ظاہر معطوف ہو اسم مضمر پر تو اعادہ جار ضروری ہے مگر ہم اسکے قائل نہین کیونکہ کلام عرب مین خواہ نثر ہو خواہ نظم بہت ایسا آیا ہے جسمین حرف جار کا اعادہ نہین ہوا جیسا کہ آیہ تسالون بہ والارحام مین ہے کہ ارحام معطوف ہے ضمیر ہا پر جو مجرور ہے اور اسپر حرف جار نہین آیا ۔

پھر بڑے حیف کی بات ہے کہ جو مسئلہ خود نحویون کے یہان مختلف ہے اوس سے آپ قرآن کو اپنا تابع بنایا چاہتے ہین حالانکہ پھر بھی کامیابی محال ہے کیونکہ یہان تو ضمیر ہی نہین ہے جسپر عطف کیا جائے ۔ بلکہ دونو اسم ظاہر ہین جسمین کوئی اسکا قائل ہی نہین ۔

(۵) غرضکہ اگر آپکی کوئی نحو خاص ہے تو اس سے مجبوری ہے ۔ مگر خدا کا کلام جملہ عیوب سے پاک ہے نہ وہ عام نحویون کا محکوم ہے نہ آپکی جدید کا اوسپر اثر پڑ سکتا ہے نہ کوئی نحوی آجتک اسکا قائل ہوا نہ ایسی قسم خلط ملط ہے ۔ بلکہ جو حکم صریح کے خلاف سمجھے اوسکو خلل دماغ ہی یا خبط ۔

(۶) افسوس کہ آپکی جرات اسقدر بڑھ گئی ہے کہ خداوند عالم کے منشا اور مقصود پر بھی آپ قبضہ کیا چاہتے ہین کیا خدا کا مقصود اگر حکم غسل قدمین تھا تو یون نہین فرما سکتا تھا فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وارجلکم الی الکعبین وامسحوا برؤسکم جس سے قصہ طے تھا ۔

حق یہ ہے کہ جسنے اتنا بڑا قصد کیا ہے کہ شریعت اسلام کو مٹا دے رسول اللہ کی رسالت کو رد کرے اوسکے لیے سب آسان ہے ۔

تو ارشاد ہو کہ غسل قدمین کا مسئلہ آخر آپ لائے کہان سے کیونکہ ہم اسکو پہلے بیان کر چکے ہین

یا اجماع سے جس سے اوضو قرآن مین یہ تاویل یا تحریف کرنی پڑی آپکا علم کون ہے جسکے اس

طرح قرآن نسخ کیا جاتا ہے۔

دیکھئے اہلسنت صاف صاف اقرار کرتے ہین واعلم انہ لا یمکن الجواب عن ھذا الامن

وجھین الاول ان الاخبار الکثیرۃ وردت بایجاب الغسل تفسیر کبیر صفحہ ۵۲۶

یعنی اس آیہ کا جواب اور کچھ ہو ہی نہین سکتا بجز اسکے کہ کہا جائے حدیثین بہت کثرت سے وارد ہوئی

ہین جنسے غسل کا وجوب سمجھا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مدار غسل قدمین حدیث پر ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے نزل القرآن بالمسح وجرت السنۃ بالغسل و اجتمع اصحاب

رسول اللہ علی غسل القدمین صفحہ ۳۶۲ جلد ۲

کہ قرآن مین تو حکم مسح آیا ہے مگر حدیث مین حکم غسل ہے۔ اور اصحاب رسول اللہ صلعم نے اجماع کیا

غسل قدمین پر ملاحظہ ہو اسکی تفصیل رسالہ وضو صفحہ ۴۶

پھر آپ جو اہل قرآن ہین کس منہ سے اسکا دعوی کرتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن پر ہے حالانکہ قرآن

پکار کر کہہ رہا ہے پیرونپر مسح کرو۔ اہلسنت پکار کر کہتے ہین ہمنے قرآن کو چھوڑا حدیث پر۔ اجماع پر

عمل کیا۔ تو اوس حدیث اور اجماع پر عمل کر کے آپ کیسے اہل قرآن بن سکتے ہین کیونکہ اہل قرآن

تو صرف قرآن پر عمل کر سکتا ہے نہ حدیث پر نہ اجماع پر خصوصاً ایسی حدیث پر جو مخالف صریح لفظ

صریح قرآن ہو۔

آخر مین آپ آیات ممانعت التباس و خلط و ملط لکھتے ہین مگر اسپر نہین غور کرتے کہ اسکا مرتکب

کون ہو رہا ہے جو حکم صریح وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین کو ملتبس کر رہا ہے

کہ ارجلکم کو فاغسلوا کا معمول لیتا ہے یا وہ جو دونو حکم خدا کو سر آنکھو نپر مانتا ہے فاغسلوا وجوھکم

وایدیکم سے منہ اور ہاتھ دھوتا ہے اور حکم وامسحوا برؤسکم وارجلکم سے سر اور پیر پر مسح کرتا ہے

اسکے بعد آپنے اسکے دلائل لکھے ہین کہ فعل کا عمل قوی ہوتا ہے بہ نسبت حرف کے مگر یہ

اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ بحث تو صرف حرف جار کی نہین ہے۔ بلکہ بحث حکم وامسحوا کی

جس سے بہر طور حکم مسح ظاہر ہے۔ پس اگر بقول آپکے فعل کا عمل قوی مان لیا جائے اور

فعل ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ فاغسلوا فعل تو ایسا قوی ہو کہ اپنے پورے جملہ مین عمل کرے
اور دوسرے جملہ وامسحوا کے ایک حصہ کو بھی دبے۔ اور وامسحوا فعل ایسا کمزور ہو کہ نہ اپنے
پہلے مفعول برؤسکم پر کچھ عمل کر سکے کیونکہ اوسپر حرف جار کا عمل ہے۔ نہ دوسرے مفعول یعنی
معطوف پر عمل کرے جو ارجلکم ہے کیونکہ اوسپر فاغسلوا قابض ہے۔

پس خدا کیلیے اپنے نئے بنائے ہوئے قاعدہ پر عمل کر کے وامسحوا کو فعل سمجھکر اور فعل کو عامل
اقوی مانکر برؤسکم وارجلکم پر عمل کرنے دیجیے۔

جو بحث آپنے شرح ملا کی لکھی ہے اوس سے تو یہان کسی قسم کی مناسبت ہی نہین کیونکہ وہ بحث
کم استفہامیہ کی ہے جسکو یہان محض فضول لائے ہین اور اوس مین بھی ایسی تحریف کی ہے کہ
معمولی طالب العلم اسپر مضحکہ کرے کیونکہ اوسکے ایک ایسے آخری جملہ کو حذف کر دیا ہے جس سے
اوسکا مطلب خبط ہو گیا وہ کہتا ہے۔

فیجوز تقدیم الجار علیہما علی ان یجعل الجار اسما کان او حرفا مع المجرور
ککلمۃ واحدۃ مستحقۃ للصدار۔

یعنی تقدیم جار دونو کم استفہامیہ اور خبریہ پر اسوجہ سے جائز ہے کہ جار و مجرور خواہ اسم ہو یا حرف
ایک کلمہ بنا دیے جائین جس سے وہ مستحق صدارت ہون۔ آپنے اس آخری جملہ کو حذف کر دیا جس
سے مطلب ہی خبط ہو گیا۔

افسوس کہ یہ مسئلہ علم نحو کا ہے جس سے ہمارے ناظرین کو دلچسپی نہین اسلیے ہم اسکی تفصیل نہین
کرتے ورنہ معلوم ہوتا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے اسمین کتنی غلطی کی ہے اور ہرگز وہ مطلب شرح ملا کو نہ
سمجھ سکے۔

بہرحال بعد نقل عبارت شرح ملا فرماتے ہین وہ اس عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ جار (حرف
یا اسم) عمل کرنے مین ضعیف ہوتا ہے اور اپنے معمول کے بعد نہین آسکتا۔ بمقابلہ اس کے
فعل اپنے معمول کے بعد بھی کثرت سے آتا ہے۔ مثلاً ایاک نعبد و ایاک نستعین ایسی
بے شمار مثالین قرآن مجید مین موجود ہین۔ پس ثابت ہوا کہ فعل اقوی ہے بہ نسبت جار (حرف

خلاصہ یہ ہے کہ ارجل کو زبر سے پڑھنا ہی صحیح ہے کیونکہ اس کا عامل فاغسلوا ہے نہ کہ معطوف علیہ اور روس کی ب و لہذا آیت مذکورۃ الصدر مین پاؤن کے دھونے کا ہی حکم ہے۔ مسح کا نہین و لہذا مسح کرنا خلاف منشاء قرآن مجید ہے اور اہل تشیع کی غلطی ہے۔

الجواب۔ ہم آپکی اس عبارت کو حرف بحرف تسلیم کر لیتے ہین اور پوچھتے ہین (۱) کہ پھر وامسحوا برؤسکم مین سین کو زیر دیکر کیون پڑھتے ہین۔ کیونکہ وامسحوا فعل ہے جو عامل قوی ہے۔ پھر کیا وجہ جو برؤسکم کی ب نے اوسکے عمل کو اوٹھا دیا۔ (۲) پھر اسکی کیا وجہ کہ فاغسلو ارجلکم مین عامل ہو۔ اور وامسحوا بیکار ہو جاے کیا وامسحوا فعل نہین ہے اور فعل کا عمل بقول آپکے اقوی نہین ہوتا۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ مسح کرنا خلاف منشاء قرآن ہے یا پیرون کا دہونا جو محض ایجاد خلیفہ دوم سے ہے ملاحظہ ہو رسالہ وضو۔

اب بتایئے کہ آپ حضرات اہل قرآن کا یہ دعوی کہانتک سچا ہے دین اسلام کے تمام مسائل قرآن مجید مین ہر ایک وجہ سے مکمل و مفصل طور پر مذکور ہین کیونکہ زبانی دعوی آپکا تو یہ ہے اور حقیقت اوسکی یہ ہے کہ خلیفہ دوم کے مذہب پر چلتے ہین اور اس طرح قرآن کو ٹکڑہ ٹکڑہ کر رہے ہین کہ قیامت تک فریاد کرے۔

ہم آپکی شان والا مین ایک حرف بھی نہین کہہ سکتے مگر جو آگے چلکر آپ فرماتے ہین افسوس ہے کہ اکثر مفسرین و مترجمین ان حروف (ب) کو زائد و لغو کہتے ہین اور انکا کچھ ترجمہ نہین کرتے اور اتنا نہین سوچتے کہ اللہ تعالی نے بے فائدہ لغو حروف کیہان قرآن مجید مین نازل کر دئے تھے کیا خدا کو لغو کو سمجھنا اچھی بات ہے؟ افسوس ہے کہ ان لوگون کی طرف تو کوئی نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتا لیکن مجھے اس بات کیلیئے ہی کافر کہا جاتا ہے کہ مین کلام اللہ کو ایک کامل اور مکمل اور ہر طرح کافی شافی جانتا ہون اے خدا تو ان لوگون کے سینے کھول دے تاکہ یہ تیرے کلام پاک کی قدر جانین اور اس کتاب کے کلمات و حروف کو لغو و زائد نہ جانین ص۶۹ مہربان اسی کلام کو پیش کر کے پوچھتا ہون کہ اسکے مصداق آپ ہین یا وہ لوگ جنکا صرف یہ قصور

فعل کو عامل اقوی بھی مانتے ہین اور پھر برؤسکم مین اوسکو عامل ضعیف ب سے مجبوراً بھی مانتے ہین۔ اور ارجلکم پر نہ اوس کا عمل لفظاً ہی مانتے ہین نہ معنیً بلکہ اوسکو فاغسلوا کا معمول مانتے ہین۔

اب ایماناً فرمایئے مورد الزام آپ ہین یا وہ لوگ جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہین اور اوسکے مطابق ترجمہ کرتے ہین۔

اس تحقیقات سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ آجتک جو فرقہ ہائے اہلسنت آپکے مقابلہ ہین حسب بیان آپکے نہین کامیاب ہوے اوس کی یہی وجہ ہے کہ وہ سب بھی مثل آپکے قرآن کے مخالف ہین اور سب مذہب خلیفہ دوم پر مثل آپکے عامل ہین۔ ورنہ اگر وہ لوگ قرآن پر عمل کرتے تو آپکو معلوم ہوجاتا کہ یہ مذہب جدید کیسا ہے کیونکہ خداوند عالم نے جو اس تصریح سے اس حکم وضو کو بیان فرمایا ہے تو جہان اور مصالح ہین وہان ایک مصلحت اوسکی یہ بھی ہے کہ تمام عالم کو معلوم ہوجاے یہ ادنی حکم ہمارا ہے جسپر کوئی مسلمان بجز شیعہ نہین عمل کرتا تو اور احکام کی کیا حالت ہوگی۔ حالانکہ سبکو معلوم ہے جتنے عبادات جسمانی ہین خواہ نماز ہو یا حج بغیر وضو کے صحیح نہین اور اس کو کسی قسم کا تعلق معاملات ملکی سے نہین ہے جس مین خلیفہ وقت کی مداخلت کا اثر ہوسکے۔ مگر باینہمہ خلیفہ دوم نے اس حکم صریح خدا کو بدل دیا۔ اور اہلسنت نے نہین بلکہ خاص اہل قرآن نے محض اتباع خلیفہ دوم مین وہ کام کیا جو کسی سے نہو سکا۔

حکم تیمم ۔ چونکہ تیمم کا حکم دراصل متمم حکم وضو ہے۔ اسلیئے کچھ مختصر طور پر اس کا بیان بھی کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو اہل قرآن سراسر مخالف قرآن ہین۔ نہ اوسکے پیرو اور متبع۔ برہان الفرقان مین ہے ص ۶۹

غسل جنابت کے باب مین ص ۵ پر پ ۶ ع ۶ کی آیت اس مضمون کی نقل

کا اخیر حصہ نقل کیا جاتا ہے جس مین تیمم کا طریق بتایا گیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے:-

فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ××× ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم (پ ۶ ع ۷)

ترجمہ۔ اور (اگر) تم کو پاک پانی (وضو یا غسل کے لئے) نہ ملے یا ملے تو مرض یا اور کسی وجہ سے استعمال پر قدرت وطاقت نہو تو خالص بالکل پاک۔ ستھری مٹی سے تیمم کرو اس طرح کہ اپنے (دھونے کے) منہ اور ہاتھون کا مٹی سے اچھی طرح مسح کیا کرو (یہ تیمم کا حکم اسلئے دیا گیا ہے) کہ اللہ تم کو کسی طرح تنگ کرنا نہین چاہتا بلکہ وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک صاف ستھرا رہنے کی عادت ڈالے اور تم کو جو (نعمت فطرت اُس نے عطا کی ہوئی ہے) اُس اپنی دی ہوئی نعمت کو کامل رکھنا چاہتا ہے۔

مطابق آیت ہذا تیمم مین پہلے سارے منہ کا اور پھر کہنیون تک ہاتھون کا مٹی سے مسح کرنا چاہیئے یعنی جہانتک منہ اور ہاتھ دھونے کا حکم ہے وہان تک ہی تیمم کرنا چاہیئے اور ہاتھون کے لئے دوبار مٹی لینی چاہیئے۔ عدم وجدان ماء یعنی پانی کا نہ پانا عام ہے بالفعل یعنی مل ہی نہ سکے یا بالقوۃ یعنی ملے تو استعمال پر طاقت وقدرت نہو۔ اس مضمون کو ہم نے تجدوا کے ترجمہ مین ادا کر دیا ہے۔

جن چیزون سے وضو ٹوٹتا ہے انہین سے تیمم بھی شکست ہوتا ہے اور جس طرح ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنی جائز ہین اسی طرح تیمم سے۔ کیونکہ تیمم قائمقام ہے وضو کا۔ اور جو حکم اصل کے لئے ہوتا ہے وہی قائم مقام کیلئے

یہ مسلمہ وبدیہی بات ہے۔ ۱۲ مصنف

اصل حکم تیمم نے آپ کی اون سب تحریرون کو جو احکام وضو مین آپ لکھ چکے ہین اس طرح باطل کر دیا کہ ایک معمولی عقل والا آدمی یہی سمجھ سکتا ہے کہ وضو

پر مسح کرنے کا حکم ہے نہ دہونے کا ورنہ جس طرح منہ اور ہاتھ پر مسح کرنے کا یہان حکم دیا گیا ہے اوسی طرح پیر پر مسح کرنے کا بھی حکم دیا جاتا۔

لہذا معلوم ہوا کہ آپنے جو کچھ حکم وضو مین گہرفشانی کی ہے وہ خود آپکے قول سے بچند وجہ باطل ہے۔

(۱) آپنے حکم وضو مین وامسحوا برؤسکم وارجلکم کا یہ ترجمہ کیا تھا "اور اپنے سارے سرون کا اچھی طرح مسح کیا کرو اور ٹخنون تک اپنے پاؤن بھی دھولیا کرو"

مگر آیہ تیمم مین فامسحوا بوجوھکم وایدیکم کا یہ ترجمہ کرتے ہین "ستھری مٹی سے تیمم کرو اس طرح کہ اپنے دہونے کے منہ اور ہاتھون کا اچھی طرح سے تیمم کیا کرو"

جسپر قدرتی سوال ہوتا ہے کہ وامسحوا دونو آیہ مین ہے۔ وضو مین ارجلکم ہے اور تیمم مین ایدی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تیمم مین تو منہ اور ہاتھ دونو پر مسح کا حکم دیتے ہین اور وضو مین سر پر مسح اور پیر کے دھونے کا حکم دیتے ہین حالانکہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم بالکل صاف ہے۔ اگر احادیث کے پھندون اور خلیفہ دوم کے اتباع حکم کا نہین خیال ہے تو تلک اذا قسمۃ ضیزی کی کیا وجہ۔

(۲) آپنے وضو مین تعمیل حکم خدا مسح اور کسرہ ارجلکم مین یہ عذر تراشا تھا "اگر اللہ تعالی کا مقصود اسکو مجرور کرنا ہوتا تو اسپر ب کا اعادہ نہایت ضروری تھا" پھر فرمایا "چونکہ اللہ تعالی نے ارجل پر ب کا اعادہ نہین کیا اس سے متحقق و تیقن طور پر ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ارجل کو مجرور بنانا چاہا ہی نہین"

تو اب قدرتی سوال ہوتا ہے کہ اگر حکم خلیفہ دوم کے آپکو پیرکے دھونے پر مجبور
کیا تو کیا وجہ ہے کہ آیہ وضو مین اسقدر آپنے حجت کی اور ایڑہی چوٹی کا زور
لگا کر حکم مسح وجوہ و ایدی مین بالکل صاف ہے۔ اوسی طرح وضو مین حکم
مسح روس و ارجل بالکل صاف ہے۔

(۲۴) آپنے حکم وضو مین اسپر بڑا زور دیا تھا کہ فعل عامل قوی ہوتا ہے۔ حرف کا
اثر اوسکے مقابلہ مین بالکل کمزور ہوتا ہے مگر فامسحوا برؤسکم مین خلاف
اپنے دعوی کے باء حرف جار کے عمل کو قبول کیا اور ارجلکم کو خارج کیا۔ مگر نہ معلوم
یہان وہ مسئلہ کیون بھول گئے جو فامسحوا بوجوھکم و ایدیکم مین وجوہ و ایدی
کو مجرور مانتے ہین اور کوئی عذر نہین کرتے کہ باء حرف جار کا عمل ضعیف ہے
"وجوہکم کو زبر ہونا چاہیئے۔ پس جس طرح یہان وجوہکم و ایدیکم معمول حرف جار ہے
اوسی طرح وامسحوا برؤسکم وارجلکم مین بھی مجرور ماننا چاہیئے اور حکم
مسح جاری کرنا چاہیئے۔ مگر آپ کیا کرین درہ عمری کا خوف ہے جنہون نے
غسل قدمین کی ایجاد کی۔

افسوس کہ اس چودہوین صدی مین ایک شخص مدعی نبوت بھی اہلسنت
مین نکلا تو خلیفہ اول کا حلقہ بگوش۔ مدعی اہل قرآن ہونے کا ہوا تو وہ بھی
خلیفہ دوم کا ذلہ خوار۔ مگر کوئی ایسا نہین نظر آتا کہ صرف قرآن پر عمل کرے۔
یا صرف حدیث پر کہ حق رائج ہو۔ مگر وہ کیا کرین جانتے ہین کہ اگر خلفا کے خلاف
ہوے تو اہلسنت سے خارج ہوے۔ پھر کہین کے نہ رہے اور اسپر کسی کی
نظر نہین۔ ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتاب عزیز
لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من
حکیم حمید۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

تمت بالخیر